سوال

کیا دوسری بیوی کی باری کے دن خاوند پہلی بیوی کے حالات کا اطمنان کرنے جاسکتا ہے کیونکہ وہ مریض ہے ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمداللہ تعالی کےلیے ، اوردورودوسلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعدازاں :

جس بیوی کی باری ہواس کے گھر سے نکل کرکسی دوسری بیوی کے گھر جانے میں تفصیل پائی جاتی ہے :

ااگردن کے وقت نکلا جائے اور تقسیم رات کی ہو توپھر ضرورت کے وقت ایسا کرنا جائزہے ، مثلا وہاں سامان وغیرہ دینا ، اوراسے اخراجات دینا اوراس کی خبرگیری کرنا اورتیماری داری کرنا وغیرہ کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم میں ہمارے پاس ٹھرنے میں کسی ایک کو بھی فضیلت نہ دیتے تھے ، اورروزانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے پاس آتے اورہرایک کے قریب ہوتے لیکن اس سے جماع نہ کرتے ، حتی کہ جس عورت کی باری ہوتی اس کے گھر پہنچ جاتے

جب سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالی کی عمرزیادہ ہوگئی اوررسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چھوڑنا چاہا توانہوں نے عرض کیا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری باری عائشہ کےلیے ہے ، تورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ قبول کرلیا "

سنن ابوداود حدیث نمبر (2135) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابوداود میں اسے حسن صحیح قرار دیا ہے

اورخاوند کےلیے جائز ہے کہ وہ جب کسی دوسری بیوی کے پاس جائے توجماع کے بغیر استمتاع کرسکتا ہے ؛ کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری باری کے علاوہ دوسرے دنوں میں میرے پاس آتے اورمجھ سے جماع کے علاوہ باقی سب کچھ حاصل کرتے "

علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (2023) میں اسے حسن قرار دیا ہے

خاوند کو چاہیے کہ وہ ایک بیوی کی باری والے دن دوسری بیوی کے پاس جائے توزیادہ دیر مت ٹھرے ، اوراگروہ اس کے پاس زیادہ دیر ٹھرے گا توباری کی قضا کرنا ہوگی

ب لیکن رات کے وقت کسی دوسری بیوی کے پاس جانا جائز نہیں صرف ضرورت کے وقت ایسا ہوسکتا ہے ، مثلا بیمار ہو یا پھر درد کی شدت اورجلنے اورڈاکے وغیرہ کا ڈر ہوتو جائے اورجلد واپس آجائے لیکن اگروہ زیادہ دیر رہے توپھر باری کی قضا کرنا ہوگی

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" بیوی کی باری کے وقت میں اس کی سوکن کے پاس جانے کا مسئلہ : اگر تورات کے وقت ہو توایسا کرنا جائز نہیں لیکن ضرورت کی حالت میں جائز ہوگا مثلا بیوی موت وحیات کی کشمکش میں ہو اورخاوند اس کے پاس جانا چاہتا ہو ، یا پھر بیوی نے اس کی وصیت کی ہو ، یا اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو اگروہ ایسا کرے اوروہاں دیر دیر ٹھرے بغیر واپس آجائے توقضا نہیں ، لیکن اگروہ وہیں رہے حتی کہ وہ تندرست ہوجائے تودوسری بیوی کی باری میں اتنی دیر ہی رات کو اس بیوی کے پاس رہے گا

اور اگر وہ بغیر کسی ضرورت کے جاتا ہے تو گنہگار ہو گا اور قضا میں حکم یہ ہے جیسا کہ اگر ضرورت کی بنا پر جاتا ہے تو تھوڑے سے وقت کی قضا کا کوئی فائدہ نہیں

لیکن اگر کسی دوسری بیوی کی باری میں دن کے وقت اور بیوی کے پاس جائے تو ضرورت کی بنا پر جائز ہے، مثلا اخراجات دینے یا بیمار پرسی کرنے یا کسی کام کے متعلق دریافت کرنے، یا پھر زیادہ دیر ہو گئی ہو تو ملنے جا سکتا ہے

اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی یہ حدیث ہے وہ بیان کرتی ہیں :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری باری کے علاوہ دن میرے پاس آیا کرتے تھے اور جماع کے علاوہ سب کچھ حاصل کرتے "

اور جب وہ باری کے علاوہ دوسری باری کے پاس جائے تو اس سے جماع مت کرے، اور نہ ہی اس کے پاس زیادہ دیر رہے کیونکہ اس سے رہنا حاصل ہوتا ہے اور وہ اس کی مستحق نہیں کیونکہ باری کسی اور کی ہے، اور اگر وہ زیادہ دیر رہے تو قضاء کریگا " انتہی

دیکھیں : المغنی (234/7) اختصار کے ساتھ

اس بنا پر اگر خاوند باری کے علاوہ کسی اور بیوی کے گھر دن کے وقت جائے جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ اس بیوی پر مطمئن ہونے کے لیے اور حالات معلوم کرنے کے لیے تو اس میں خاوند پر کوئی گناہ نہیں، لیکن اسے وہ بغیر ضرورت زیادہ نہیں ٹھرنا چاہیے

اور اگر رات کے وقت جائے تو بغیر ضرورت ایسا کرنا جائز نہیں مثلا دوسری بیوی زیادہ شدید مریض ہو یا پھر جس کی باری ہے اس سے اجازت لے کر جائے، اور اگر وہ اس کے پاس زیادہ دیر رہے تو اسے چاہیے کہ اس کی باری میں بھی رات کو اتنا وقت دوسری بیوی کے پاس بسر کرے

واللہ اعلم .

الاسلام سوال وجواب

106513